سے ناواقف نہ رہیں۔ میں آپ کو اس بارہ میں ایک
اپنی تجویز پیش کرتا ہوں۔ اگر پسند ہو تو منظور کریں۔ پنڈت
صاحب بولا کہیئے نائی نے کہا کل روز کتھا سنانے جائیں تو
منہ کو ڈھاٹھا سے باندھکر کتھا کریں۔ پنڈت نے نائی کی
تجویز کو پسند کر لیا۔ اور جب حسب معمول کتھا سنانے گئے۔
تو منہ پر ڈھاٹھا باندھکر سنانے لگے۔ راجہ صاحب کو پہلے
ہی سے نائی کے کہنے کی وجہ سے خیال لگ ہی رہا تھا۔ دل
میں کیا سوچتے ہیں۔ کہ نائی بیشک سچ کہہ گیا ہے۔ کہ ڈھاٹھا
باندھ لیتا ہے۔ راجہ صاحب غصّہ کو ظاہر نہ کرتے ہوئے
بدستور سابق ہی کتھا سنتے رہے۔ مگر کتھا کے سماپت
ہو جانے پر پنڈت کو فرمایا کہ پنڈت جی اس وقت ہمارے
پاس اشرفی موجود نہیں ہے۔ ہماری چھٹی خزانچی
کے پاس لے جاویں۔ وہ آپکو اشرفی فوراً دیدیگا۔
براہمن بولا بہت اچھا مہاراج۔ پس راجہ صاحب نے
ایک چھٹی لکھکر براہمن کے حوالے کر دی۔ پنڈت صاحب پرچہ
جیب میں ڈال کر فوراً بجانب خزانہ روانہ ہوئے مگر
اتفاق ایسا ہوا۔ کہ راستہ میں وہی نائی مل گیا۔ براہمن
نے سوچا کہ یہ نائی مجھ سے ہر روز ایک اشرفی مانگتا
رہتا ہے۔ اِس لئے بہتر ہو گا۔ کہ میں یہی پرچہ اِس کے
حوالہ کر دوں۔ تاکہ آجکی اشرفی یہی لے لے اور میں خزانہ
جانے آنے کی تکلیف سے بھی بچ جاؤں۔
چنانچہ اُس براہمن نے وہ پرچہ اُس نائی کو دے دیا

کہ جا آج تو ہی اشرفی خزانہ سے لیلے۔ نائی بڑا ہی خوش ہوا اور وہیں سے خزانہ کو مڑ گیا۔ چنانچہ فی الفور ہی وہ پرچہ خزانچی کے حوالہ کر دیا۔ خزانچی نے لفافہ کھولا تو ایک حکمنامہ نکلا۔ جس میں یہ لکھا تھا۔ کہ حامل رقعہ ہذا ایک اشرفی تم سے طلب کریگا۔ تم فوراً اُس کی ناک کاٹ لو۔ خزانچی حسب الحکم راجہ صاحب فوراً ہی چاقو لینے کے لئے توشہ خانہ میں چلا گیا۔ نائی نہایت خوش ہوا کہ دیکھو کتنی جلد اشرفی لے نے چلا گیا ہے۔ جلد واپس آ گیا۔ اور چاقو کے ذریعہ اُس نائی کی ناک کاٹ لی۔ یہ چغلی کا پھل ہوا۔ پس نائی روتا ہوا براہمن کے گھر آیا۔ اور کہا تو نے میرے ساتھ بڑا دغا کیا ہے۔ کہ چٹھی دے کر میری ناک کٹوا دی۔ براہمن حیران ہوا کہ ہیں۔ یہ کیا ہوا۔ مجھے اس بھید کی مطلق خبر نہ تھی۔ کہ سرکار نے اس میں یہ لکھا ہے۔ تب نائی خود ہی سمجھ گیا۔ کہ یہ میری ہی چغلی کا پھل ہے۔

ضروری نوٹ

یوہ مشدی ہماکو چہتے ترتنکر سری مدبھگوان ادی ناتھ جی مہاراج کا گیان کلیان ہوا ہے۔

پوہ شدی ۱۵

آپکا سمت ۱۹۴۶ کا چترماسہ امرتسر میں

پس جب سری مہاستی پاربتی جی مہاراج نے سچائی کے چراغ سے سب کو یہ تحقیق (روشن) کروادیا۔ کہ وہ اعتراضات ناپائیدار اور فضول تھے۔ تو بہت انمتی صاحبان نے جین دہرم کی فضیلت اور پاکیزگی کو تسلیم کر لیا۔ اور اُس کے نیموں کو شکتی کا داتا مان کر اُن پر یتھا شکتی چلنا منظور کیا بلکہ سندیا سامایک سمبر وغیرہ بھی کرنے لگ گئے اور اُن لوگوں نے امرتسر کے جینی بھائیوں کے ہمراہ ہوکر آپ کے چرنوں میں چترماسہ کی بینتی بہت کی جس پر آپ نے فرمایا کہ ہماری منشاء سیالکوٹ کی طرف جانے کی ہے۔ مگر چاسہ جس جگہ سری سری ۱۰۰۸ پوج موتی رام جی مہاراج اجازت بخشیں گے وہاں ہوگا۔

پس اکثر لوگ لالہ سوہن لعل جوہری لالہ سوکھا نند لالہ سوہن لعل لالہ سردہا رام لالہ بہانا شاہ وغیرہ آپکا یہ بچن سُنتے ہی بغرض حصول اجازت چترماسہ مالیر کوٹلہ چلے گئے وہاں اُن کے درشن کئے اور پھر اپنی درخواست کو اُن کے حضور میں پیش کر کے عرض کی کہ سری سری مہاستی پاربتی جی مہاراج کے امرتسر میں پدھارنے سے بہت انمتی لوگوں کو بھی دھرم کی لگن ہوگئی ہے۔

اس لئے اگر آپ حضور آریہ جی مہاراج کو اب کے
امرتسر میں چترماسہ کرنے کی آگیا دیدیں۔ تو امید بخشتہ
ہے۔ کہ اس سے بہت ہی اوپکار ہونگے۔ اور آپکی
بڑی ہی کرپا ہوگی۔ اس پر سری پوج جی مہاراج نے
یتھا۔ یوگ آگیا دیدی بھائی آگیا لیکر بڑے ہی خوش ہوئے
اور واپس آکر سب ماجرہ سری مہاستی جی مہاراج کے
چرنوں میں سُنا دیا۔ چنانچہ آپ نے حسب الحکم سری
پوج جی مہاراج کے چترماسہ سمت 1946 کا امرتسر میں
ہی کیا۔ یہ تو آپ پر بخوبی روشن ہو ہی چکا ہے کہ آپکی پرسنسا
امرت سر میں کسقدر ہو رہی تھی رفتہ رفتہ اسقدر رونق بڑھ گئی کہ اس مکان
میں سروتا جنوں کے بیٹھنے کیلئے بھی گنجائش نہ رہی۔ اس لئے سروتا
جنوں نے سردار ترا اندر سنگھ جی کی حویلی کو کافی
سمجھکر آپ کی خدمت میں یہ بینتی کی کہ آپ اُس میں
واکھیان کی کرپا کیا کریں۔ چنانچہ اون کی خواہش کے
مطابق آپ کے واکھیان اوس حویلی میں ہر روز ہونے
لگے۔ سروتا جنوں کی روز مرہ کی حاضری کی تعداد پانچ
سات سو کے قریب ہوتی تھی۔ بہت انمتی لوگوں نے آپ
کے اوپدیش سے نانا پرکار (کئی طرح کے) نیم کئے
یعنی کئی صاحبان نے گوشت اور شراب کا استعمال کرنا قطعی
چھوڑ دیا۔ اور بہت لوگوں نے جھوٹی گواہی دینے سے
پرہیز رکھنے کا پچون کیا۔
اور آٹھ روز کے پریوسن پرب میں جو اسارڈ شدی

پونم کے چیتر ماسہ کے پہلے دن کے ۲۴ روز بعد
شروع ہو کر پچاسویں روز سموت مرتی پر پہ ہو کر
ختم ہوتا ہے۔ اِن آٹھ دنوں میں وہاں کے جینی
بھائیوں نے خوشی میں آکر حلوا روٹی اور پوری وغیرہ
مابین محتاجاں تقسیم کیا۔ اور دودھ کی ایک سبیل
لگا دی۔ یعنی پانی کے بجائے دودھ پلاتے رہے۔
مختصر یہ کہ آپ کے اِس چیتر ماسہ میں وہاں کے باشندگان
کو دہرم کی واقعی خاصی واقفیت ہو گئی۔ اِس چیترماسہ
میں ایک اور اوپکار جو ہوا وہ یہ تھا۔ کہ جو برادری
امرتسر کا آپس میں کچھ تنازع عرصہ سے چلا آتا
تھا۔ وہ رفع ہو گیا۔ یعنی اُدن کا دویش بھاؤ۔ آپکی
پوتر بانی کے اثر سے دور ہو گیا۔ اور سب کے ٹوٹے
دل مل گئے۔ اور ہر طرف شانتی ہی شانتی کا پرکاش
ہو گیا۔ اور سب نے ملکر اُن یاتریوں کی جو بیرون
جات سے درشن کرنے کے لئے آئے تھے۔ خاطر
تواضع تن من دھن سے کی اور جو پُستک گیان دیپکا کو
آپ نے ہوشیارپور میں بنانے کی منشار کی تھی۔ اُس
کو اِس چیتر ماسہ میں سماپت کر دیا۔ وہ پُستک لالہ
سجانا شاہ امرتسر والے نے آپ سے لیکر لالہ
مہرچند لچھمی داس لاہور والے کے پاس چھپنے کے
لئے بھیجدی۔ جنہوں نے اُسکو ہندی بھاشا حروف
سمت ۱۹۲۶ میں چھپوا دیا۔

ضروری نوٹ

پوہ سُدی ۱۵ کو پندریویں تر تھنکر سری مد بھگوان دہرما ناتھ جی مہاراج کا گیان کلیان ہوا ہے۔

ماگھ بدی ایکم

گیان دیپکا گرنتھ میں کیسے کیسے مضامین ہیں

ناظرین گیان دیپکا گرنتھ واقعی قابل دید ہے۔ یعنی مُنش کے جیون کے سدہار کا ایک ذریعہ ہے۔ اور گیان کا ایک خزانہ ہے۔ اِس کے مطالعہ سے ہر ایک انسان پدارتھوں کے یتھارتھ سروپ سے واقفیت حاصل کر سکتا ہے جس طرح دُنیا کے عجائبات کسی عجائب گھر میں موجود ہونے پر بھی اندھیری رات میں نظر نہیں آتے جب تک کہ اون پر کسی دیپک کی روشنی کا پرکاش نہ کیا جاوے اِسی طرح یہ گیان دیپکا بھی سستھ آستھہ پدارتھوں کے یتھارتھ سروپ دیکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ گرنتھ دو حصّوں میں مُنقسم ہے۔

گیان دیپکا گرنتھ کے پہلے حصّہ میں آپ نے جین
تتوا ورش گرنتھ تصنیف آتما رام جی سمبیگی کی غلطیوں
کی اصلاح کے متعلق چند نوٹ دئے ہیں۔ اور نیز جو آتما
رام جی نے جین متیوں کی ڈہونڈیئے نام سے کہکر نندیا
کی ہے۔ اوس کا جواب بھی دیا ہے۔ کہ سمت ۱۷۱۸ بکرم
کے عنقریب سورت شہر کے ایک شاہوکار نب جی کے
جو سری مال ذات سے تھے۔ بجرنگ یتی کے پاس دکھیا لی
تھی۔ اور شاستروں کو خوب پڑھا تھا۔ اونہوں نے گیان
کے دیپک سے جب دیکھا کہ شاستروں کا ابھیپرائے
جو ہے۔ اس پر یہ یتی لوگ نہیں چلتے ہیں۔ یعنی یہ کہ
ان کی کریا شاستروں کے وردھ ہے۔ تو وہ بہت
گھبرائے چونکہ یتیونکے شاستر انوسار نہ چلنے کا کارن
یہ ہے۔ کہ سری بھدر باہو سوامی جی مہاراج ببہار
سوتر کی چونکا میں پہلے ہی فرما گئے ہیں۔ کہ بارا
برسی کال کے بعد یتی لوگ مورتی کی ستھا پنا کرا
دینگے۔ یتھا سوتر۔

चेइयं ठवावेइ दव्व हारिणो मुनि—
भविहसइ लोभेण माला रोहण देवल
उववहारण उज्जमण जिनबिंब यह
ठावण विहिउं माइ ताहिं वहवे तव
पभावा पयाइ हसंति अविहि पंथे पडि
हसन्ति १

ارتھ موُرتی کی ستھاپنا کرا دینگے۔ درب دہاری
(دہن و دولت رکھنے والے) منی (ساہدو) کینے
(سہبت) ہو جاویں گے۔ لوبھ (حرص) کر کے مالا (زین
(مورتی پہننے ہیت) کے کنٹھ یعنی گلے میں پھولوں کی مالا
یعنی ہار ڈال کر پھر اوس کا مول (قیمت) کرا دیں گے
(ارتھات نیلام کرا دینگے۔ اور پنچمی تپ اودجمن
کرادیں گے۔ جن بمب (ترتھنکر دیووں کی مورتی)
کی پرتشٹھا کرادیں گے وغیرہ وغیرہ بہت یا کھنڈ (فریب)
ہو جاویں گے۔ اُلٹے پنتھ بڑھیں گے۔ پس اِس پیشنگوئی
کے خلاف تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ
سنا جاتا ہے کہ سمت ۵۳۸ بکرم کے بعد قریب۔ کال
(قحط) بارہ ان سال کا بڑا اس میں یہ سب باتیں
پیشنگوئی کے مطابق شروع ہو گئیں۔ کیونکہ ساہدوں کو ہر
دو شن ٹال کر آہار۔ پانی (روٹی وغیرہ) کا ملنا مشکل ہو گیا
تھا۔ اِس لئے اکثر ساہدو سنجم برتی سے گر گئے طبابت
کرنے لگ گئے۔ مورتیں بنا کر بیٹھ گئے رفتہ رفتہ یہ
سب باتیں پیشنگوئی کے مطابق ہی رواج پکڑ تی گئیں
کہیں کہیں خصوصاً ایسی کھتریوں میں کہ جہاں قحط کا زیادہ
زور نہ تھا۔ کوئی کوئی ساہدو رہ بھی گیا۔ پس سمت ۱۷۳۰
بکرم میں لب جی اپنے گورو کو کہنے لگے کہ تم سوتروں
کے انو سار آچار (قاعدہ) کیوں نہیں پالتے گورو
بولا پنجم کال میں شاشتراوکت سیون کر یا نہیں چلسکتی

تب لب جی نے کہا کہ تمہارا آچار (قاعدہ) بھرشٹ
ہے۔ میں تمہارے پاس نہیں رہونگا۔ میں تو سوتر
انوسار کریا کرونگا۔ تب اوس نے سوتر کے موجب
مکھ بستر کا مکھ پر لگائی جیسا کہ پہلے زمانہ میں منی لوگ
لگایا کرتے تھے۔ اور یہ ہی پور یک کتھن کریا کرنے لگے اور جو لوگ
انہیں پوچھتے کہ یہ کتھن کریا کہاں سے نکالی ہے تو وہ جواب دیتے تھے کہ شاستروں
سے ڈھونڈ کر تب لوگ اوسے ڈھونڈیا ڈھونڈیا کہنے لگے
یعنی یہ لقب سمت ۱۷۳۰ بکرم میں جین کو بیتے پرست فرقہ
نے بخشا ہے۔

ماگھ بدی ۲

پانچ برس کے نادان کا جین منی ہو کر......۳ گرنتھ رچنا جھوٹ

آتما رام جی نے جین تتوا درش گرنتھ صفحہ ۷۵ میں
ایک پانچ سالہ بچہ کو دکشیا لینا لکھا ہے مگر سری
مہاستی جی مہاراج نے فرمایا۔ کہ جین سوتروں
میں پانچ سالہ بچہ کو دکھیا دینے کی آگیا نہیں ہے۔
اگر کوئی دیوے تو وہ جین آگیا سے باہر ہے۔ پھر

آتما رام جی لکھتے ہیں۔ کہ اس پانچ سالہ بچہ نے ۸۴ سال سنجم پالا جس میں تین کروڑ گرنتھ (کتب) رچے (تصنیف کئے) سری مہاستی جی مہاراج نے فرمایا ۔ ۳۶۰ دن فی سال کے حساب ۸۴ سال کے صرف ۳۰۲۴۰ دن ہوئے اگر بلا ناغہ ہی وہ ہر روز بحساب یکصد کتابوں کے تیار کرتا رہتا تو بھی صرف ۳۰۲۴۰۰۰ کتابیں تیار ہو سکتی ہیں۔ اس گپ کو سوائے ان کے اور کون تسلیم کریگا۔

پھر سری مہاستی جی مہاراج لکھتی ہیں۔ کہ اگر کوئی گرنتھ سے شلوک کی مراد رکھے تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آتما رام جی نے جین تتوا ورش گرنتھ کے ۵۹۵ صفحہ پر لکھا ہے۔ کہ لیش نبجے گھنی نے یکصد گرنتھ تصنیف کئے ہیں تو کیا ایسے پنڈت کی تعریف ایک تسلو شلوک کے لئے لکھی ہے۔

پس ثابت ہے کہ گرنتھوں سے اسکی مراد کتابوں سے ہی ہے۔ نہ کہ شلوکوں سے پس ایسی بہت سی غلطیوں کی اصلاح کی ہے۔

گیان دیپکا کا دوسرا حصہ

اس کے دوسرے حصہ میں نہایت اختصار کے

ساتھ یہ دکھلایا ہے۔ کہ جین دہرم اور دیگر مذاہب میں کیا اختلاف ہے۔

دیو گرو اور دہرم اِن تینوں کے لکھشن کیا ہیں۔ اِس جگت روپ پنگھوڑے کے چار گتی روپ چار بیڑیوں کا سروپ اور اِس جگت کا آسار رہنی (ایک حالت میں قایم نہ رہنا) اور اُن کے کارن (اسباب) اور متھیا درشن ادی کے تیاگ کی اور دیا۔ کہما آدی کے گرہن کرنے کی سکھشائیں۔

اپنے گناہوں سے واقف ہونے اور اُن سے پرہیز کرنے کے طریق۔ گرہستی کو دہرم کاریوں میں صبح سے شام۔ شام سے صبح تک کن طریق سے عمل کرنا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ

اِس گرنتھ کو آپ نے ایسی سرل (صاف) بھاشا (سلیس عبارت ہندی) میں لکھا ہے۔ کہ جسکو تھوڑا پڑھا ہوا بھی سمجھ کر سمارگ پر چلنے کا اُدیوگ کر سکتا ہے۔ اِس گرنتھ میں آپ نے سوتروں کے پرمان بھی دیئے ہیں۔

علاوہ ازیں اس میں سامایک اور اِسکی ودہی بھی درج ہے۔ اِس لئے اُمید ہے۔ کہ جو لوگ اِس پُستک کو نرپکش ہو کر پڑھینگے۔ وہ ضرور اس سے اعلےٰ فوائد حاصل کریں گے +

مانگھ بدی ۳

آپکا امرتسر گوجرانوالہ پدھارنا

چیتر ماسہ امرتسر میں سری مہاستی پاربتی جی مہاراج نے اپنے
گیان روپی امرت کی برشا سے انیک پرانیون
(بہت سے اشخاص) کے ہردون (دلون) میں دیا
دہرم کے انگورے لگا کر بعد ختم ہو جانے چیتر ماسہ
کے بہار گوجرانوالہ کی طرف کر دیا۔ امرتسر کے کل
جینی لوگ سراوک اور سراوکہ اور بہت سے انمتی
لوگ کھتری۔ ویشنون براہمن وغیرہ قریباً ایک ہزار
سری مہاستی جی مہاراج کی سیوا میں بہار کے وقت
ہمراہ تھے۔ آپ شہر کے چاٹی پنڈ دروازہ سے باہر
تالاب کے کنارے پر لالہ مہیش داس جی آرورڑہ
کی سرائے میں ٹھہر گئے۔ مالک مکان نے جب اتنی
بہت بھیڑ دیکھی تو باہر نکل کر کہنے لگے۔ کون صاحب
ہیں۔ جن کے ہمراہ اتنی خلقت ہے۔ جب لوگوں نے
حضور کا نام بتلایا۔ تو وہ جلدی ہی اپنی کوٹھی کو چلے
گئے۔ اور فوراً ہی ایک لڑکرہ سیبو نکا اور پانچ روپیہ

نقد لیکر حاضر ہوئے اور بولے کہ مہاراج صاحب میری یہ بھیٹ آپ منظور کریں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھیٹ ہمارے یوگ نہیں ہے۔ ہاں اگر کچھ بھیٹ دینا چاہتے ہیں۔ تو دے سکتے ہیں۔ یعنی کچھ آہنگشں بدار تھ یعنی مانس وغیرہ کا یا چھو بھٹ وغیرہ بوٹنے کا تیاگ کریں۔ تب وہ سمجھ گئے۔ کہ یہ تیاگی سادھو ہیں۔ نہ نقدی لینگے نہ ہی سبزی کو ہاتھ لگائینگے۔ ایسی بھیٹوں کے لینے والے سادھو تو ملتے ہی رہتے ہیں۔ مگر ایسے نرلوبھی کہیں کہیں ملتے ہیں۔

پس انہوں نے اپنی حسب منشاء کچھ تیاگ کی بھیٹ دی۔ ناظرین آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ جین منیوں کی بھیٹ۔ نقدی یا زیور یا زمین وغیرہ نہیں ہوتی انکی یہی بھیٹ ہے۔ کہ لوگ کمارگ سے بچ کر سمارگ میں لگ جاویں۔ یعنی راہ راست اختیار کر لیویں۔ پس دوسرے روز آپ نے وہاں ہی وہار کیا فرمایا۔ اور وہاں سے گلوالی پدارپن۔ اور وہاں سے لاہور کو بہار کر دیا۔ اور وہاں چند روز اپدیش دیکر گوجرانوالہ کو بہار کر دیا۔ آپ جانتے ہیں کہ جین منیوں (سادھوں) کی برتی کیسی کٹھن ہوتی ہے۔ سفر میں طرح طرح کے پریسے (تکالیف) اٹھانی پڑتی ہیں۔ لاہور اور گوجرانوالہ کے درمیان میں آہار (کھانا) سنجم برتی

کے مطابق کم مِلا۔ اور منزل بھی زیادہ کی گئی اس لئے
آپ کو راستہ میں بخار ہو گیا وہاں دوائی کہاں بلکہ
گرم پانی کی بجائے چھاچھ ملتی رہی۔ آپ اُسی کو استعمال
میں لاتی رہیں۔ جس کے استعمال سے دردِ سر اور درد
معدہ کی شکایت ہو گئی۔ مگر آپ نے اِن تکالیف سے
سفر کو بند نہ کیا۔ جب گوجرانوالہ قریباً ۵× کوس رہ گیا
تو گوجرانوالہ کے قریباً سَو سوا سَو بھائی اور بائی آپ کے
استقبال کو حاضر ہو گئے آپ کی تکالیف کو دیکھ کر
سب گھبرا گئے سب نے یہی مناسب سمجھا کہ اِنکا گوجرانوالہ
میں پہنچ جانا ہی بہتر ہے۔ بس انہوں نے عرض کی کہ
آپ کو بخار سے تکلیف تو ضرور ہو گی۔ مگر بہتر ہے کہ
آپ بہار کر کے جلدی شہر پدھاریں کیونکہ وہاں علاج
بھی ہو سکتا ہے۔ آپ نے اون کی بنتی کو منظور
کر کے وہاں سے بہار کر دیا۔ اور شام تک گوجرانوالہ
پہنچ گئیں۔ اور کچھ آرام بھی رہا۔ مگر رات کو آدسگ پرتی
کرمنا کے بعد جگر سول (گم ہیضہ) ہو گیا چونکہ رات کا
وقت تھا۔ اِس لئے علاج نہ ہو سکا۔ کیونکہ جین سادھوں
کا اصول ہے کہ رات میں نہ کھانا نہ پینا۔ جب لوگ ویاکھیان
سُننے کو صبح آئے تو انہیں معلوم ہوا۔ پس لوگ جلد شہر
کے چند لائق معالج (حکیم۔ ڈاکٹر) بلا کر لائے جنہوں
نے مُسہل (جلاب) کی تجویز کی سادھو کی برتی کے

انوسار دوائی لی گئی مگر جلاب نہ آئے بلکہ تکلیف
اور بھی بڑھ گئی تب سر اوگ گھبرائے اور ٹیلیگرام
(تار) فوراً سیالکوٹ کے سراوکون کو دیا کہ ہم مجبور
ہیں۔ بیماری سخت ہے۔ اگر آپ کچھ اودھم کر سکتے ہیں
تو کر لیویں۔ تار کے پہنچتے ہی تقریباً ایک سو سرائوگ
بھائی سیالکوٹ سے نامی حکیموں کو ہمراہ لیکر گوجرانوالہ
آگئے۔ بلکہ جس جس شہر میں آپکی بیماری کی خبر پہنچی
وہاں وہاں سے بھی لوگ گوجرانوالہ میں آپہنچے
بلکہ راولپنڈی والے اور چند اور شہروں کے لوگ
تو اپنے ہمراہ دو شالے اور کمخواب وغیرہ بھی لے آئے
اور امرتسر سے چندن طلب کیا گیا۔ اور اس وقت
سیالکوٹ کے تقریباً ساٹھ ستر استریوں نے یہ
نیم کر لیا تھا۔ کہ جبتک ہم کو یہ خوشخبری نہ ملے گی کہ شری
مہاستی پاربتی جی مہاراج تندرست ہو گئی ہیں۔ اس
وقت تک ہم دودھ۔ دہی گھی نمک اور میٹھا وغیرہ نہ کھایا کریں گی یعنی
آنمبل برت کرتی رہیں گی۔

چنانچہ حکیموں کی رائے کے مطابق اور سادھو برتی
کے انوسار علاج ہوتا رہا آخر دیا دھرم کے پرتاپ
سے آپ کے پن اور دے سے رفتہ رفتہ طبیعت صحتیابی
کی جانب جھکنے لگی تب لوگوں نے ماہین یتیماں اور
محتاجاں دل کھول کر خیراتیں کیں۔ اور برادی میں

شرینی تقسیم کی اور بہت خوشیاں منائیں گئیں چونکہ مختلف شہروں کے لوگ آپ کے درشن کو آئے ہوئے تھے۔ اس لئے شہر میں آپ کے تشریف آوری کی خبر عوام پھیل گئی بہت انمتی بہی آپ کے درشنوں کو آنے لگے۔ جب حضور کو صحت ہوئی فوراً ہی آپ نے ویاکہیان شروع کر دیا۔ اگرچہ کمزوری بہت تھی۔ مگر آپ نے اوس کی کچھ پرواہ نہ کی تھوڑے دنوں کے ویاکہیان سے اسقدر پرچار دہرم کا ہوا کہ اوس مکان کے اندر سردتا جنوں کے بیٹھنے کے لئے گنجائیش نہ رہی۔ تب لوگوں نے کہا کہ ویاکہیان کسی بڑے مکان میں ہونا چاہیئے۔ جس پر رائے کمول سنگھ و لالہ شنکر داس جی کشہتری مدہوک نے بنتی کی کہ ہمارا مکان بہت بڑا ہے مہاراج صاحب کا ویاکہیان اوس میں ہونا چاہیئے۔

مانگھ بدی ۲

آپ کا ویاکہیان گوجرانوالہ

ہیں دیا کے وشہر پہر

سری مہاستی بارتی جی مہاراج نے رلے کمل نگھ

وشنکر داس جی کشتہری مدہوک کی بنتی پر آن کے مکانین ودیا کہیان دینا منظور فرمایا۔ اور دو روز وہاں ہی ودیا کہیان کیا۔ سرِدتا جنوں کی تعداد ہزار ڈیڑھ ہزار کے قریب تھی۔ آپ نے سری اوتر ادہین سوتر کے اٹھارویں ادہیائے کا ودیا کہیان سنایا۔ جس میں یہ مضمون تھا۔

کہ کنمپل پور نگری کا راجہ سنجتی نام جو جو بیس تر تہنکر مہاراج سے کچھ عرصہ پہلے اِسی ہندوستان میں تھا۔ جس کو دہن یوبن گئے مدہ کے پربھاؤ اور ستگرو کی سنگت کے ابھاؤ سے شکار کھیلنے کا۔ ابھیاس ہو رہا تھا۔

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ وہ راجہ کئی اپنے اسواروں کو ہمراہ لیکر بن میں شکار کو گیا یونہی کہ راجہ کو ایک مرگ (ہرن) نظر آیا۔ اوسکی طرح کمان پر بان چڑھایا۔ مرگ دیکھتے ہی گھبرا گیا۔ کیونکہ دُنیا میں موت سے زیادہ بڑھکر اور بھیہ (خوف) ہے بھی کس کا۔ مرگ کا ہردا کمل مرجھا گیا۔ کیونکہ ہردہ کنول اور نیتروں (آنکھوں) کا پرسپر (آپسمیں) سمبندھ (رشتہ) ہے۔ یعنی ہردہ میں خوشی ہو تو نیتروں میں بھی خوشی ہوتی ہے۔ اور ہردہ میں رنج ہو تو نیتروں میں

بہی رنج ہوتا ہے۔ اسلیئے اوس مرگ کا ہار وہ کنول مرجہاتے ہی اوس کے نیتر بہی خشک ہو گئے۔ مرگ کی طاقت کششیں کم ہو گئی اور نیتر پتھرا گئے۔ مرگ سوچتا ہے۔ کہاں میری مرگنی کہاں میرے بچے ہا ہا موت کمبخت نے مجھے کسجگہ آگہیرا۔ مرگ اسی وچار میں تہا۔ کہ وہ بان جس سے کروہ بہیہ بہیت ہو رہا تہا۔ فوراً ہی اوسکے نازک بدن میں بجلی کی طرح آن گہسا۔

جو دُکہہ اور خیال اوس بے زبان کے اوسوقت ہوئے اوسکو سوائے اوس کے یا گیانی مہاراج کے اور کون جان سکتا ہے۔ مگر یہ انہیوں کو پران ایسے پیارے ہیں۔ کہ اپنے جان کنی کے وقت میں بہی اُس نے اپنے پرانوں کے بچانے کی کوشش کو نہ چھوڑا۔

چنانچہ وہاں سے تڑپتا ہوا ابہی بہاگا۔ اور نزدیک ہی ایک منڈپ داخوں کا اوس کو ملا۔ جس میں وہ اپنی جان بچانے کے لئے گہس گیا۔

مگر بچاؤ کی صورت ہی کیا تہی۔ جب کہ تیر کا زہر جسم میں خون کے ساتھ مل چکا تہا۔ پس وہاں تیر کی اتینیت (زیادہ) پیڑا کو نہ سہتا ہوا تڑپ تڑپ کر آخر گہاؤ (زخم) کے ٹہنڈا ہوتے ہی گر کر مر گیا۔ اتنے میں

راجہ سنجتی بہی گہوڑے سے اُتر اپنے شکار کی
تلاش میں داخوں کے منڈپ کے اندر جا داخل ہوا
جُہک کر کیا دیکھتا ہے۔ کہ مرگ تو مرا پڑا ہے۔
مگر پاس ہی ایک جین مُنی بھی دھیان لگائے بیٹھے
ہیں۔ راجہ نے وچارا کہ یہ مرگ تو اِسی مُنی کا
پالتو معلوم ہوتا ہے۔ میں نے اِس کو مار کر واقعہ
مُمنی کا اپرادہ کیا ہے۔ راجہ بہت بہہ بہیت (خوف
زدہ) ہوا اور اپنے اِس اپرادہ کی کہما مانگنے کو زرا
آگے بڑھا۔ اور اُوس مُنی کے چرنوں میں نمسکار کر
کے بنتی (عرض) کرنے لگا۔ کہ میرا اپرادہ (گناہ)
معاف کریں۔ مجھے یہ مطلق خبر نہ تہی۔ کہ یہ مرگ آپ
کا ہے۔

سادہو مہاراج دہیان اروڈھ (اپنے آتم
دھیان کی وچار میں لگے ہوئے) تھے اِس سے انہوں
نے راجہ کو کچھ جواب نہ دیا۔ تب سادہو کے خاموش رہنے
سے راجہ اور بھی زیادہ بہہ بہیت (خوف زدہ)
ہوا اور گھبرایا۔ کہ سادہو مہاراج مجھ پر واقعی ناراض
ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ مجھے ابھی سراپ (بددعا)
دیکر بہسم کردیں۔

مانگھ بدی ۵

راجہ کا پشچاتاپ اور ساہدو کا اُپدیش

پس راجہ اِس خیال سے ہی کانپنے لگا۔ اور راجہ
کا ہردہ کمل موت کے ڈر سے مرجھا گیا۔ اور گھبرایا
ہوا دِل میں سوچتا ہے۔ کہ اب میرے پران کیسے بچیں گے
ہائے کہاں رہیں میری پیاری رانیاں اور کہاں رہے
میرے لخت جگر پتر پیارے اور کہاں رہا میرا راج
پاٹ کے عیش و عشرت کے سامان سارے ہائے میرے پران اِس جنگل
میں چلے۔
پس راجہ صاحب ابھی خیال ہی میں تھے۔ کہ سادہو مہاراج
اپنے دھیان کو پورا کر کے بولے اے راجن مجھ سے
کچھ خوف نہ کر۔ میں تو سادہو ہوں۔ سادہو کبھی کسی
کو تکلیف دینے کا کارن نہیں ہوتے۔ یہ سنتے ہی راجہ
کے ہردے سے سب خوف دور ہو گئے اور چت کو شانتی
ہو گئی۔ تب ساہدو مہاراج نے فرمایا۔ کہ اے راجن
جبو قت تو میرے روبرو آیا تھا اور سراپ کے کارن
موت کے بھے سے ڈرتا تھا۔ اوس وقت میری حالت